|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| دار الافتاء  جامعہ مدنیہ  بلاک آئی،شمالی ناظم آباد،کراچی |  | **DARUL IFTA**  **JAMIA MADNIAH**  BLOCK I,NORTH NAZIM ABAD  KARACHI |

فتوی نمبر 144406270127

مفتی صاحب!السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مفتی صاحب ایک مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ ہم نے ایک گھر لیا تھا دس سال پہلے13 لاکھ کا لیکن اس وقت کچھ رقم کم تھی تو میری ووالدہ نے ایک لاکھ روپے دیے تھے بلا عوض،ہم نے گھر لے لیا کافی عرصہ بعد معلوم ہوا وہ رقم جو لی تھی وہ سود کے پیسوں کی تھی ۔

میری والدہ نے 25ہزار کا پرائز بونڈ لیا تھا جو بعد میں ایک لاکھ کا ہوا وہ رقم مجھے دی گئی تھی ،اب ہمارے گھر کی قیمت تقریبا 50 لاکھ روپے ہے ،کیا وہ رقم جو ہم نے لی تھی ہمارے لیے بھی سود ہوگی قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

مستفتی:عظمت اللہ

متعلم جامعہ مدنیہ

**الجواب حامدا ومصلیا**

واضح رہے کہ پرائز بونڈ سے حاصل ہونے والی انعامی رقم سود اور جُوَّے پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے ،اگر کسی نے لا علمی میں خرید لیے ہوں تو اس کے لیے پرائز بونڈ کی اصل رقم لینا جائز ہے انعامی رقم کا لینا جائز نہ ہوگا،اگر انعامی رقم وصول کرلی ہے تو اسے اس کے اصل مالک تک پہنچانا ضروری ہے اور اگر اصل مالک تک پہنچانا ممکن نہ ہوتو بغیر ثواب کی نیت کے کسی غریب مستحق ِزکوٰۃ کو صدقہ کرنا لازم ہوگا۔

لِہٰذا صورت مسئولہ میں آپ کی والدہ نے جو آپ کوپرائز بونڈ سے ملنے والی رقم دی ہے اس میں سےانعام کی رقم غریب مستحق زکٰوۃ پر صدقہ کردیں تاکہ آپ اور آپ کی والدہ آخرت کے مؤاخذے سے سبکدوش ہوسکیں۔

لما فی الھندیۃ:

و اذا مات الرجل وكسبه خبيث فالاولى لورثته أن يردوا المال إلى أربابه فان لم يعرفوا أربابه تصدقوا به وان كان كسبه من حيث لا يحل وابنه يعلم ذلك ومات الاب ولا يعلم الابن ذلك بعينه فهو حلال له في الشرع والورع أن يتصدق به بنية خصماء أبيه كذا فى الینابيع .

(ج5،ص349،ط رشیدیۃ)

لما فی رد المختار:

"وعلى هذا قالوا لو مات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة يتورع الورثة، ولا يأخذون منه شيئا وهو أولى بهم ويردونها على أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه."

(ج6،ص385،ط: سعيد)

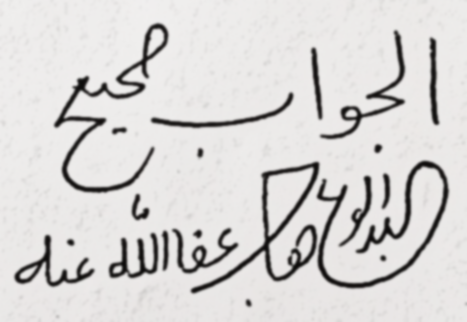
وفيه ايضاً:

" وفي منية المفتي: مات رجل ويعلم الوارث أن أباه كان يكسب من حيث لا يحل ولكن لا يعلم الطلب بعينه ليرد عليه حل له الإرث والأفضل أن يتورع ويتصدق بنية خصماء أبيه. اهـ وكذا لا يحل إذا علم عين الغصب مثلا وإن لم يعلم مالكه،

لما في البزازية أخذه مورثه رشوة أو ظلما، إن علم ذلك بعينه لا يحل له أخذه، وإلا فله أخذه حكما أما في الديانة فيتصدق به بنية إرضاء الخصماء اهـ. والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم، وإلا فإن علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه."

( ج5،ص99،ط:سعيد)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب کتبہ:محمد عباس غفراللہ لہ ولوالدیہ



جامعہ مدنیہ،بلاک آئی،شمالی ناظم آباد،کراچی

72/6/1444ھ

21/1/2023ش

27/6/1444ھ

19/1/2023ش